حدیث کی برکت اور تزکیہ نفس

مولانا عبدالمالک

زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تر و تازہ، پُررونق اور ہشاش بشاش رکھے اس آدمی کو جس نے میری بات سنی، پھر اسے دوسروں تک پہنچایا۔ فقہ اور سمجھ داری کی بات کے حامل بعض لوگ خود زیادہ فقیہ نہیں ہوتے اور فقہ کے حامل بہت سے افراد ایسے لوگوں تک بات پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں۔

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ایک مسلمان کے سینے میں کوئی کھوٹ باقی نہیں رہتا۔ اللہ کے لیے اخلاص عمل، صاحب امر لوگوں کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت سے لازمی تعلق (ابن ماجہ)۔

◆ حدیث کو یاد کرنے، محفوظ کرنے اور آگے پہنچانے والوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بہت بڑا اعزاز ہے۔ اس دعا کی برکت سے ہر دور میں علم حدیث کی خدمت کرنے والوں کو اپنی اپنی خدمت اور کام کے لحاظ سے عزت و رفعت اور خوش حالی اور ظاہری حسن و جمال، رونق اور خوش حالی ملتی رہی ہے۔ جو جس قدر حدیثیں محفوظ کرے گا، جس قدر ان کی اشاعت کرے گا، اسی قدر نبی اکرمؐ کی اس دعا سے اسے فیض ملے گا۔

◆ ہو سکتا ہے جس شخص کو حدیث پہنچائی اور سنائی جائے وہ سنانے والے سے زیادہ فہم و فراست کا مالک ہو۔ وہ حدیث کی وسعتوں اور گہرائیوں سے اس قدر فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو پہنچائے جس قدر پہلا شخص نہ اٹھا سکتا ہو۔ یوں حدیث کو آگے پہنچانے کی اہمیت بہت زیادہ ہے کہ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا فیض زیادہ عام ہو گا۔

◆ درس حدیث دینے کے لیے بڑا عالم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک حدیث کو صحیح طرح سے یاد کرنے والا بھی اسے آگے بیان کر سکتا ہے اور اس کا درس دے سکتا ہے۔ تاریخ بھی اس کی شہادت دیتی ہے کہ مسلمانوں نے اس اصول پر عمل کیا اور تھوڑے علم والوں کے درس سے ایسے علما پیدا ہوئے جو اپنے اساتذہ سے زیادہ گہرا علم رکھتے تھے۔ آج بھی اسی کی ضرورت ہے۔

◆ اس حدیث کے دوسرے جزو میں رسول اکرمؐ نے دل کی اصلاح کے لیے جامع نسخہ تجویز فرمایا ہے جس کا

تعلق اللہ سے' اصحاب امر سے اور مسلمانوں کی جماعت سے ہے۔

◆ اللہ کے ساتھ اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ ہر کام شریعت کے موافق اور اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ صاحب امر لوگوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انھیں معروف کا حکم کیا جائے اور منکر سے روکا جائے اور دین کے نظام کو قائم کرنے اور رکھنے میں ان سے تعاون کیا جائے۔ اس سے اسلامی حکومت اور اسلامی جماعت مضبوط اور مستحکم ہو گی اور لوگ پورے جذبے اور شوق کے ساتھ اللہ کی بندگی کے لیے سرگرم عمل ہوں گے۔ جماعت مسلمین سے لازمی تعلق کے مفہوم میں اجتماعی امور میں سرگرم دلچسپی کے ساتھ یہ بات بھی داخل ہے کہ ایک آدمی یا گروہ کفار کے ایجنٹ کا کردار ادا نہ کرے بلکہ امت مسلمہ کے مفاد کو عزیز رکھے اور جماعت کی وحدت کو قائم رکھنے کے لیے حبل اللہ' کتاب و سنت کو بنیاد بنائے' فروعی اختلافات اور اجتہادی امور کو ایک امت کو فرقوں میں تقسیم کرنے کا ذریعہ نہ بنائے۔ فرقہ واریت اور مسلمانوں کی جماعت سے حقیقی تعلق ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے۔

جس کا ان تینوں معاملات میں یہ حال ہو' اس کے سینے اور دل میں کوئی کھوٹ کیوں ہو۔

○

سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ دین بند خزانوں کی مانند ہے۔ ان خزانوں کے لیے چابیاں ہیں۔ پس خوش خبری ہے اس بندے کے لیے جسے اللہ تعالیٰ نے خیر کے لیے چابی اور شر کے لیے تالا بنا دیا ہے (اسی طرح لادینیت کی مثال بھی گندگی کے بند ذخیروں کی مانند ہے اور ان بند ذخیروں کے لیے تالے بھی ہیں اور چابیاں بھی)۔ پس ہلاکت ہے اس بندے کے لیے' جسے اللہ نے شر کو کھولنے والا اور خیر کو بند کرنے والا بنا دیا ہے۔ (ابن ماجہ)

◆ جس کے پاس کسی خزانے کی چابی ہو' وہ اس چابی کو بے مصرف سمجھ کر اس سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ دین جاننے والے کو' ہر مسلمان کو اپنے خزانے کی قدر و قیمت کا احساس ہونا چاہیے۔ اس کی حفاظت کرے' اسے گزند نہ پہنچنے دے۔ خیر کا خزانہ ہے' اسے خوب پھیلائے اور افادہ عام کرے۔

◆ خیر اور شر دونوں انسانوں کے ذریعے انسانوں تک پہنچتے ہیں۔ خیر انبیا علیہم السلام' علما اور مجاہدین کے ذریعے پھیلتا ہے اور شر شیطان' کفار اور کفر کے لیے لڑنے والوں کے ذریعے پہنچتا ہے۔ یہ کش مکش ہے جس کا آغاز روئے زمین پر انسان کی آمد سے بھی پہلے ہوا اور اب تک جاری ہے۔ اس کش مکش میں کامیابی اسی گروہ کے لیے ہے جو دوسرے سے زیادہ متحرک' فعال اور ثابت قدم ہو' قدم پیچھے نہ ہٹائے' ہمیشہ آگے بڑھائے' جہاں تک نہیں پہنچ سکا وہاں تک پہنچے۔ جو ان شرائط پر جس قدر پورا اترے گا' اسی قدر اسے کامیابی نصیب ہو گی' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

○

سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں:

جبریلؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جس قدر زندگی چاہیں گزار لیں۔ بالآخر آپ پر موت آئے گی۔ آپ جو بھی عمل کریں گے اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔ جس سے محبت کریں (اللہ کے سوا) بالآخر اس سے فراق ہو گا۔ جان لیجیے کہ مومن کا شرف اور بزرگی رات کو قیام کرنا ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی اختیار کرنے میں ہے"۔ (طبرانی فی الاوسط)

◆ اللہ کے ہاں عزت، اس کے سامنے جھکنے، اس کی عبادت کرنے، راتوں کو اٹھ کر نوافل ادا کرنے اور تلاوت میں ہے۔ لوگوں کے ہاں عزت اس شخص کو ملتی ہے جو لوگوں سے بے نیاز ہو۔ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا، ان سے امیدیں لگانے والا، ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرنے والا معزز نہیں ہوتا، ذلیل ہوتا ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ یہی ہے اللہ کی ولایت، اللہ کی عبادت، طاعت اور ثنا کرنے والوں کو ملتی ہے اور خلق خدا کے ہاں عزت خوددار لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

◆ دنیا میں آدمی اللہ کے سوا جس سے بھی محبت کرے کوئی تعلق قائم کرے، موت کے ساتھ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ صرف اللہ سے محبت اور تعلق موت کے بعد کی زندگی میں جاری رہتا ہے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ محبت کا مرکز بس اللہ ہی کو بنایا جائے۔ جب جبرئیلؑ رسولؐ اللہ کو اعمال کا بدلہ یاد دلا رہے ہیں تو ہم کس شمار میں ہیں۔ عمل صالح کی فکر کرنا چاہیے۔

○

ابو عنبہ خولانیؓ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس دین میں نئے نئے پودے لگاتا رہے گا جن سے اپنی طاعت کا کام لے گا۔ (ابن ماجہ)

نئے نئے پودوں کی طرح، اللہ تعالیٰ ہر دور میں نئے نئے لوگوں کو دین کے لیے کھڑا کرے گا۔ یہ دین کے باغ میں ایک طرح کی شجرکاری ہے جو اللہ تعالیٰ قیامت تک کرتا رہے گا۔ یہ لوگ اقامت دین، تجدید دین اور احیا دین کے لیے کام کریں گے، اس کے لیے تحریکیں برپا کریں گے، دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے دین کے چمن کو سرسبز و شاداب کریں گے۔ تاریخ ہر دور میں ایسی تحریکوں کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے اور آج کے دور میں جو تحریکیں اقامت دین کے لیے برپا ہیں وہ اس حدیث کا مصداق ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ اپنی طاعت کی توفیق دے اور ان سے اپنے دین کی سربلندی کے لیے کام لے، انھیں اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ یہ احساس ہونا چاہیے کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے خصوصی شرف سے نوازا ہے اور ان کو اپنے کام کے لیے منتخب کیا ہے۔

○

ام انسؓ (یہ حضرت انسؓ بن مالک کی والدہ نہیں ہیں) فرماتی ہیں کہ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ مجھے وصیت کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا:

گناہوں کو چھوڑ دو، یہ افضل جہاد ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔ کوئی کام ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کو کثرت ذکر سے زیادہ محبوب ہو۔ اور ایک روایت میں ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ یہ اللہ کو ان تمام اعمال سے زیادہ محبوب ہے جن کے ساتھ تم اللہ سے ملاقات کرو گی۔ (طبرانی، الترغیب والترہیب)

◆ ذکر کی اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی یاد تمام اعمال کی روح ہے۔ ہر عمل کا مرتبہ اس سے بنتا ہے کہ اس عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو کس قدر یاد رکھا گیا ہے۔ نمازیں بھی ذکر الٰہی سے خالی ہوں تو کس کام کی؟ ذکر الٰہی کبھی کبھار کے بجائے کثرت سے کرنا چاہیے۔ ہر عمل کے ساتھ ذکر کو طریقہ بنا لیا جائے۔ اللہ کی یاد آدمی کو گناہوں سے بچائے گی، نیکیوں پر آمادہ کرے گی۔ ہم وہ کیوں نہ کریں جو اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ محبوب ہے۔

◆ جو گناہ نفس کو مرغوب ہوں، انھیں چھوڑنا آسان نہیں ہوتا۔ مسلسل جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ شیطان سے مقابلہ ہوتا ہے۔ اس افضل جہاد میں ذکر الٰہی ہتھیار ہے۔

○

محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے، موت کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ موت مومن کے لیے فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی قلت کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ مال کی قلت حساب کتاب کو قلیل کرنے والی ہے۔ (مسند احمد)

◆ ایسی زندگی فتنہ ہے جو اللہ کی معصیت میں گزرے۔ جو ایسی زندگی سے نہ صرف خوش ہیں بلکہ اسے طول دینا چاہتے ہیں، وہ اپنی آخرت کو خراب کرنے میں لگے ہوئے ہیں، انھیں جتنی زیادہ زندگی ملے گی اسی قدر عذاب میں اضافہ ہو گا۔ زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری ہے لہٰذا یہ اسی وقت تک اچھی ہے جب تک آدمی اللہ کی بندگی اور اطاعت کرے۔ اسی طرح مال زیادہ ہو تو اسے اس کے صحیح مصارف میں خرچ کرنے، بخل سے اور اسراف و تبذیر سے بچنے کے لیے پوری کوشش کرنا پڑتی ہے۔ آدمی کی اپنی ضروریات تو تھوڑی ہوتی ہیں۔ زائد مال تو ایک اضافی خدمت ہے جو آدمی اپنے ذمے لیتا ہے۔ قیامت کے روز حساب دینا ہو گا کہ اس مال کو کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اس لیے مال کی کثرت کو ایک بوجھ سمجھ کر تھوڑے پر قناعت کے لیے طبیعت کو آمادہ کرنا چاہیے۔